استغفراللہ

مؤلف

علامہ منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

مرکزی دفتر:

جامع مسجد نگینہ

977Block B III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور

0300-4274936

WWW.SEEDHARASTAH.COM

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	''استغفر اللہ''
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
		مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور
کمپوزر	:	محمد علی بن جاوید یوسفی
		محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزنگ سینٹر	:	ابوبکر کمپوزنگ سینٹر چائنہ سکیم لاہور
		6846677
پروف ریڈرز	:	صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
		رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم-اے، ایل-ایل-بی)
پہلی مرتبہ	:	۱۱۰۰
اشاعت	:	شوال المکرّم ۱۴۲۶، نومبر ۲۰۰۵ء
ہدیہ	:	....
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)
		صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
		صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

واحد تقسیم کار

نگینہ کتب خانہ

۴۹- عمر دین روڈ' وسن پورہ' لاہور 7286370

۱۷۔ استغفار کرنے والوں کی بخشش۔

۱۸۔ ستر بار استغفار کرنا۔

۱۹۔ سو مرتبہ استغفار کرنا۔

۲۰۔ ایک سوال کا جواب۔

۲۱۔ ایک مجلس میں سو مرتبہ وظیفہ ءِ استغفار۔

۲۲۔ ستر بار استغفار کرنے کا حکم۔

۲۳۔ ہر لمحہ بخشش۔

۲۴۔ استغفار سے دل چمکتا ہے۔

۲۵۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کب تک بخشتا رہے گا؟

۲۶۔ امت کی تعلیم کے لئے دعا۔

۲۷۔ تنگیوں اور غموں سے رہائی۔

۲۸۔ کثرت استغفار۔

۲۹۔ میدان جہاد کے گناہوں کی بخشش۔

۳۰۔ عیوب کے باوجود بخشش۔

۳۱۔ فوت شدہ بندے کے درجات کی بلندی۔

۳۲۔ فوت شدہ لوگوں کے لئے تحفہ۔

۳۳۔ سید الاستغفار۔

۳۴۔ استغفار اور مشرک۔

۳۵۔ واقعہ۔

۳۶۔ مشرک کے لئے مغفرت ہے نہ دعائے مغفرت۔

۳۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے مومن والدین کے لئے دعا مغفرت کرنا۔

۳۸۔ فوت شدہ صاحب ایمان والدین کے لئے استغفار۔

۳۹۔ استغفار اور مومن۔

۴۰۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کا ارادہ۔

۴۱۔ قمیض مبارک کے لئے درخواست۔

۴۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ کیوں پڑھی؟

۴۳۔ ایمان والوں کا استغفار۔

۴۴۔ ایمان والوں کے لئے ملائکہ علیہم السلام کا استغفار۔

۴۵۔ یاد الٰہی کرنے والوں کا استغفار۔

۴۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور استغفار۔

۴۷۔ دستور الٰہی۔

۴۸۔ استغفار کرنے والوں کے گناہ معاف۔

۴۹۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان والوں کے لئے استغفار کرنا۔

۵۰۔ مومنین کے لئے اللہ کریم کے حضور استغفار۔

۵۱۔ اب کیا کیا جائے؟

۵۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ۔

۵۳۔ سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی بخشش۔

۵۴۔ نماز میں پڑھی جانے والی دُعا۔

بہ فیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّر اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول، فنا فی الرسول،

پروانۂ توحید ورسالت، امین علم لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

ماہانہ تعلیمی وتربیتی اجتماعات

ا۔ بڑا مرکزی اجتماع: ہر انگریزی مہینے کا پہلا اتوار 10:00 صبح تا نمازِ ظہر،
بمقام جامع مسجد نگینہ بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ سکیم) لاہور۔

۲۔ ہر انگریزی مہینے کا دوسرا اتوار، 11:00 صبح، بمقام گلشن شادی ہال، گلشن راوی لاہور۔

۳۔ ہر انگریزی مہینے کا تیسرا اتوار، بعداز نماز ظہر، بمقام جامع مسجد فردوس شاد باغ لاہور۔

۴۔ ہر انگریزی مہینے کا تیسرا بدھ، بعداز عشاء، القریش شادی ہال، جوہر ٹاؤن لاہور

۵۔ ہر انگریزی مہینے کا تیسرا اتوار، بعداز عشاء موڑ کھنڈا، ضلع شیخوپورہ۔

۶۔ ہر انگریزی مہینے کا آخری اتوار بعداز نماز ظہر
جامع مسجد یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) گلشن راوی لاہور۔

بہ فیضانِ نظر

قطبِ جلی ، پیرِ طریقت ، رہبرِ شریعت ،
نیّر اوجِ شرافت ، مصرِ محبت ، زبدۃ العارفین ،
پیکرِ صدق وصفا ، عاشقِ رسول ، فنا فی الرسول ،
پروانۂ توحید و رسالت ، امین علم لدنی ،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی ، مجددی ، قادری ، چشتی ، سہروردی

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

مرکز انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ٦٧ اگ ۔ ب ،
تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

انتساب

یہ کتاب ''استغفر اللہ'' اُن لوگوں کے
نام منسوب کی جاتی ہے جنہیں
اللہ تبارک وتعالیٰ نے
سورۃ الذاریات میں
وَ بِالۡاَسۡحَارِ هُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ فرمایا ہے۔

نیاز آگین
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

آغازِ سخن

اللہ تبارک وتعالیٰ غفور ورحیم ہے اورانسان طالب بخشش وکرم ۔ابتدائے آفرینشن سے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بخشش ورحمت برس رہی ہے۔مصیبت اور پریشانی میں ہر کوئی رب ذوالجلال ہی کو یاد کرتا ہے۔عوام تو عوام ،انبیاء کرام علیہم السلام بھی اللہ رب العزت کے حضور استغفار کرنے کو قربِ الٰہی کا ذریعہ جانتے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٥ کا ورد کیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥ پڑھا۔انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اقوام کو استغفار کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تاور استغفار کی برکتیں بھی بیان فرماتے تھے ۔ ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ستر اور سو مرتبہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی تلقین فرماتے اور فوت شدہ کے لئے بھی استغفار کرنے کا حکم فرماتے ۔خالق کائنات کا ارشاد ہے کہ جب تک یہ لوگ استغفار کرتے رہیں گے میں ان پر عذاب نہیں کروں گا۔ تاریخ انسانیت بتاتی ہے کہ مشرکین بھی شرک کرنے کے بعد استغفار کر لیا کرتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب سے بچ جاتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں ہم گنہگاروں کو فرائض وواجبات اورسنن ومستحبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کثرت سے استغفار کرنا چاہیے یہ غضب الٰہی روکنے کیلئے تحفہ رب العالمین ہے ۔اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہمارے ساتھ اتنی محبت ہے کہ اس نے ہماری بخشش کے لئے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ تم ایمان والوں کے حق میں استغفار کرتے رہو۔انسانوں نے جب بھی ، بارگاہ الٰہی میں استغفار کا سہارا کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین ودنیا کی نعمتوں سے نوازا۔ہر دم کہنا چاہیے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَاَسْاَلُہُ التَّوْبَہ ٥

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

''استغفار''

استغفار کی نعمت ایک ایسی عظیم نعمت ہے جس کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور استغفار کرنے والے کو اپنی رحمت میں چھپا لیتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں استغفار کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کو استغفار کی دعوت دیتے رہے اور قوموں کے حق میں بارگاہ الٰہی میں استغفار کرتے رہے۔ ہمارے پیارے کریم آقا ﷺ (امت کی تعلیم کے لئے) خود بھی استغفار فرماتے اور امت مسلمہ کو استغفار کی تعلیم و ترغیب بھی فرماتے' یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے منافقین کو اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر استغفار کرنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن انہوں نے حاضری سے فرار اختیار کیا۔ مگر پھر بھی سرور کائنات ﷺ ان کے لئے استغفار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ خالق کائنات جل جلالہ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا! اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم چونکہ یہ میرے اور آپ ﷺ کے منکر ہیں' اس لئے ان کے لئے دعا تو درکنار ان کی نہ تو نماز جنازہ پڑھنی ہے اور نہ ہی ان کی قبروں پر جانا ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام بھی ایک مقررہ وعدہ تک اپنے چچا آزر کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتے رہے۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں استغفار کی حقیقت و برکات سے آگاہی ضروری ہے کیونکہ استغفار کرنا ہم گنہگاروں کے لئے نسخہ بخشش اور شفاء ہے۔

استغفار ''غفر'' سے بنا ہے جس کے معنی ہیں (چھپانا) یا (چھلکا) استغفار کی برکت سے گناہ چھپ جاتے ہیں۔ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ استغفار کرنے والے کو اپنی رحمت میں چھپا لیتا ہے' اس لئے اسے استغفار کہتے ہیں۔ اصطلاح میں ''استغفار'' گذشتہ گناہوں سے معافی مانگنا ہے۔ نیز زبان سے گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا بھی استغفار ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ سے استغفار کرنے کا حکم:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

(النصر:۳) ’’تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور اس سے بخشش چاہو۔ بے شک وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے‘‘۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ’’ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، جب نبی کریم ﷺ پر سورۃ ’’النصر‘‘ نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کوئی نماز نہ پڑھی مگر اس میں یہ کہتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ[۱] اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو پاک ہے اور میں تیری حمد وثنا کرتا ہوں، اے میرے پروردگار میرے لئے مغفرت فرما‘‘۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم ﷺ نماز کے رکوع وسجود میں اکثر یہی کلمات پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ[۲]

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم ﷺ وصال سے پہلے کثرت سے پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ[۳]

’’پاک ہے تیری ذات، اے میرے اللہ (جل جلالک) اور تو تعریفوں والا ہے، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع لاتا ہوں۔‘‘

---

۱ طبری جلد ۱۲ص ۷۳۱، بخاری جلد ۲ص ۷۴۲، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ص ۱۵۸، درمنثور جلد ۸ص ۶۶۳۔
۲ بخاری جلد ۲ص ۷۴۲، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ص ۱۵۸، مظہری جلد ۱۰ص ۳۶۶، طبری جلد ۱۲ص ۷۳۱، فتح القدیر جلد ۵ص ۶۵۲، ابن کثیر جلد ۴ص ۴۹۲۔ ۳ تفسیر ابو سعود جلد ۶ص ۴۸۲، بحرالمحیط جلد ۸ص ۵۲۵۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب سورۃ "النصر" نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے پڑھتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ یا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؎ "پاک ہے تیری ذات، اے میرے اللہ (جل جلالک) اور ساتھ تیری تعریف کے۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) مجھے بخشش عطا فرما۔ بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا ہے، رحم فرمانے والا ہے۔"

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ "النصر" کے نزول کے بعد اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے ہر وقت پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۵؎ "پاک ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں۔ میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف جھکتا ہوں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مجھے اس کا حکم فرمایا گیا ہے اور دلیل میں سورۃ النصر کی تلاوت فرمائی۔ یہی روایت مسند احمد میں بھی ہے جس میں مزید ارشاد مبارک ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا کہ جب میں یہ علامت دیکھ لوں کہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور دین اسلام میں لوگ فوج در فوج داخل ہونے لگیں تو ان کلمات کو بکثرت کہوں۔ چنانچہ بحمد اللہ میں اسے دیکھ چکا ہوں لہٰذا اب میں اس وظیفے میں مشغول ہوں۔ ۶؎

ایک مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا پیغام لوگوں کو عطا فرمائیں: وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ (ھود:۳) "اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتنا (فائدہ اٹھانا) عطا فرمائے گا۔ ایک ٹھہرائے ہوئے وعدے تک اور ہر فضیلت والے کو اس کا فضل

؎ در منثور جلد ۸ ص ۶۶۳، طبری جلد ۱۲ ص ۷۳۲۔ ۵؎ قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۵۸، مظہری جلد ۱۰ ص ۳۶۶، طبری جلد ۱۲ ص ۷۲۸، فتح القدیر جلد ۵ ص ۶۵۲۔ ۶؎ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۶، ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۹۲۔

پہنچائے گا اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں‘‘۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی قوموں کو استغفار کی دعوت دینا:

حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ (ھود:۵۲) ’’اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع کرو‘‘۔ (فرمایا) جب تم استغفار کروگے تو: یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْکُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ٥ (ھود:۵۲) ’’(اللہ تبارک وتعالیٰ) تم پر زوردار پانی (بارش) بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے زیادہ عطا فرمائے گا‘‘۔

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو فرمایا اور حضرت نوح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ط اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا ٥ لا (نوح:۱۰) ’’تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے‘‘۔

پھر فرمایا جب تم اس سے معافی مانگو گے تو: یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ٥ لا وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا ٥ (نوح:۱۲۔۱۱) ’’(۱) وہ تم پر شراٹے دار بارش برسائے گا، (۲) اور وہ مال سے تمہاری مدد فرمائے گا، (۳) اور (تمہیں اولاد دے کر) اولاد سے مدد کرے گا (۴) اور تمہارے لئے باغات بنا دے گا اور (۵) تمہارے لئے نہریں بنائے گا‘‘۔

معلوم ہوا استغفار سے بے شمار دنیاوی اور دینی فوائد حاصل ہوتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ رزق میں وسعت عطا فرماتا ہے اور آفات وبلیّات سے حفاظت فرماتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کی شان:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں متقین کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

’’یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خوشی اور رنج میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پینے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ

کے محبوب ہیں''۔ بعدازیں فرمایا: وَالَّذِينَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ــــــ قف ص (آل عمران: ۱۳۵) ''اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے سوا.... '' اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ ایسوں کو بدلا ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں۔ ان کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور کیا ہی اچھا اجر (انعام) ہے نیک اعمال کرنے والوں کا''۔

دوسروں کے حق میں استغفار کرنا:

حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام سے ان کے بیٹوں نے قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ۝ (یوسف: ۹۷) ''عرض کیا: اے ہمارے والد (گرامی) ہمارے حق میں استغفار کیجئے (اور ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے) بے شک ہم خطا کار ہیں'' تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے: قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (یوسف: ۹۸) ''فرمایا جلد میں اپنے رب کی بارگاہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا (اور تمہاری بخشش کے لئے عرض کروں گا)۔ بے شک وہی بخشنے والا بڑا مہربان ہے''۔

حضرت یعقوب علیہ الرحمہ نے فوراً ہی دعا کرنے کی بجائے وعدہ فرمایا کہ میں عنقریب تمہارے حق میں استغفار کروں گا۔ اس کی وجہ عام مفسرین نے یہ لکھی ہے کہ مقصود اس سے یہ تھا کہ اہتمام کے ساتھ آخر شب کے وقت میں دعا کریں کیونکہ اس وقت دعا خصوصیت سے قبول کی جاتی ہے۔ [۷] جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: ینزل اللّٰہ الی السماء الدُّنیا کل لیلۃ حین یبقی ثلث اللیل فیقول انا الملک من الذی یدعونی یستجیب لہ من الذی یسالنی فا عطیہ من الذی یستغفرنی فاغفر لہٗ [۸]

---

[۷] مظہری جلد ۵ ص ۲۰۰۔ [۸] مظہری جلد ۹ ص ۸۲، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۷۹، مسلم حدیث نمبر ۱۷۱/۷۵۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۲۹/۴۴۶۔

''اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں زمین سے قریب تر آسمان پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور یہ اعلان فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کو قبول کرلوں گا۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کی مغفرت فرمادوں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ **اذا قام من اللیل یتھجد یستغفر**۹ ''جب رات کے وقت اٹھتے اور تہجد کی نماز ادا فرماتے تو استغفار فرماتے''۔

حضرت عکرمہ کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول آیا ہے کہ **سَوْفَ اَسْتَغْفِرُلَکُمْ رَبِّیْ** سے یہ مراد ہے کہ شب جمعہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ **وقال طاء وس اخر الدعا الی السحر من لیلة الجمعة فوافق لیلة عاشوراء**۱۰ ''حضرت طاؤس علیہ الرحمہ نے کہا کہ شب جمعہ کی سحر پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا کو موقوف رکھا تھا اور اتفاق سے وہ رات ۱۰ محرم الحرام کی رات تھی''۔

جب کوئی اپنی جان پر ظلم کرے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد عظیم ہے کہ ''ہم نے کوئی رسول (علیہ السلام) نہیں بھیجے مگر اس لئے (بھیجے) کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے اور پھر رسول کریم ﷺ کے ذریعے ہم ایمان والوں کے لئے روح پرور ارشاد فرمایا جو آپ ﷺ نے ہم غلاموں کو سنایا: **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا** ○ (النساء:۶۴) ''اور اگر وہ (یعنی آپ ﷺ کو دل وجان سے ماننے والے) اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) وہ آپ (ﷺ) کے پاس حاضر ہو جائیں پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور استغفار کریں اور رسول اللہ (ﷺ) بھی ان کے حق میں (اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں) استغفار کریں تو

---

۹ مظہری جلد ۹ ص ۸۲۔ ۱۰ مظہری جلد ۵ ص ۲۰۰۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ) کوتوبہ قبول کرنے والا، بڑامہربان پائیں گے“۔

متقین کی خوبی:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:”بے شک پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہیں، اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے۔ بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے“۔
كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝
(الذاریات:۱۸،۱۷)”وہ رات میں تھوڑی دیر کے لئے سوتے اور پچھلی رات استغفار کرتے“۔یعنی شب بیداری اور تہجد گزاری میں چاک و چوبند ہیں، بہت تھوڑی دیر کے لئے سوتے ہیں اور پھر سونے کو بھی اپنا قصور سمجھ کر وقت سحر استغفار پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وقتِ سحر استغفار اور دعا بہت موزوں ہے اور قبول ہوتی ہے۔

اسحار، سحر کی جمع ہے۔ رات کے آخری چھٹے حصے کو سحر کہا جاتا ہے اس آخری حصۂ شب میں استغفار کرنے کی فضیلت اس آیت مبارکہ میں بھی بیان ہوئی ہے اور دوسری وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ میں بھی ہے۔

سحری کے استغفار میں ان متقین کا بیان ہے جو رات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، بہت کم سوتے ہیں۔ان حضرات کو چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت شان کو پہچانتے ہیں اور اپنی ساری عبادات کو اس کے شایان شان نہیں سمجھتے۔اس لئے اپنی تقصیر اور کوتاہی سے استغفار کرتے ہیں“۔ [۱۱]

عورتوں کو بیعت کرنا اور ان کے حق میں استغفار:

سورۃ الممتحنہ میں ارشاد ربانی ہے:”اے غیب کی باتیں بتانے والے (محبوب صلی اللہ علیک وسلم) جب ایمان والی عورتیں آپ (ﷺ) کی بارگاہ (اقدس) میں حاضر ہوں، اس پر بیعت کرنے کے لئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ وہ چوری کریں گی اور نہ ہی بدکاری

[۱۱] مظہری جلد ۹ ص ۸۲۔

کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لگائیں گی، جسے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان ظلم کمائیں۔ کسی نیک کام میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی نہیں کریں گی"۔ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آیت: ۱۲) "تو (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ان سے بیعت لیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ان کے لئے استغفار چاہیں، بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) بخشنے والا بڑا مہربان ہے"۔

فرشتوں کا مؤمنوں کے لئے استغفار کرنا:

سورۃ المؤمن کی آیت نمبر ے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: "وہ (فرشتے) جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ (مندرجہ ذیل کام کرتے ہیں):

(۱) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کہتے ہیں۔

(۲) اور اس پر ایمان لاتے ہیں

(۳) وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا ۔ "اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں" (اور عرض کرتے ہیں)

"اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرے علم میں ہر چیز سمائی ہوئی ہے، تو انہیں (یعنی ایمان والوں کو) بخش دے، جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے اور اے ہمارے رب انہیں بسنے والے باغات میں داخل فرما، جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں۔ بے شک تو ہی عزت وحکمت والا ہے، اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچا لے اور جسے تو اس دن گناہوں کی شامت سے بچائے، بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔

ایک عجیب واقعہ:

حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے کے علاقہ میں تھا۔ میں ایک باغ کے اندر چلا گیا کہ دو

رکعت پڑھ لوں۔ میں نے نماز سے پہلے حمٓ المؤمن کی آیات اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ تک پڑھیں، اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پیچھے ایک سفید خچر پر سوار کھڑا ہے۔ جس کے بدن پر یمنی کپڑے ہیں۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ تم غَافِرِ الذَّنۡبِ کہو تو اس کے ساتھ یہ دعا کرو، يَا غَافِرَ الذَّنۡبِ اغۡفِرۡلِیۡ یعنی "اے گناہوں کے معاف کرنے والے مجھے معاف فرما دے" اور جب تم پڑھو قَابِلِ التَّوۡبِ تو یہ دُعا کرو يَا قَابِلَ التَّوۡبِ اقۡبَلۡ تَوۡبَتِیۡ یعنی "اے توبہ کے قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما"، پھر جب پڑھو شَدِيۡدِ الۡعِقَاب تو یہ دعا کرو يَاشَدِيۡدَ الۡعِقَاب لَا تُعَاقِبۡنِي یعنی "اے سخت عقاب والے مجھے عذاب نہ دیجئے" اور جب ذِی الطَّوۡلِ پڑھو تو یہ دعا کرو يَاذَا الطَّوۡلِ طُلۡ عَلَيَّ بَخِيۡرٍ یعنی "اے انعام و احسان فرمانے والے مجھ پر انعام فرما"۔

حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ نصیحت اس سے سننے کے بعد جو اُدھر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا، میں اس کی تلاش میں باغ کے دروازے پر آیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ حضرت الیاس علیہ السلام تھے، دوسری روایت میں اس کا ذکر نہیں۔[۱۲]

ان آیات کی تاثیر اصلاح خلق میں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مصلحین کے لئے ایک عظیم ہدایت:

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ اہل شام میں سے ایک بڑا بارعب آدمی تھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا، کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں بدمست رہنے لگا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا کہ یہ خط لکھو۔

من عمر بن الخطاب الی فلان بن فلان ۔ سلام علیك

---

۱۲ ابن کثیر جلد ص ۶۴۔

فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذا الطول لَآاِلٰهَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ

''منجاب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں سلام علیک، اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ گناہوں کو معاف فرمانے اور توبہ کو قبول فرمانے والا، سخت عذاب والا اور بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کردی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک کہ وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے۔ جب اس کے پاس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، پھر رونے لگا اور شراب خوری سے باز آگیا اور اس نے ایسی توبہ کی کہ پھر شراب کے پاس نہ گیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہوجائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو اور اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کرلے اور تم اس کے مقابلہ پر شیطان کے مددگار نہ بنو۔ یعنی اُس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر اور دین سے دور کردو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی۔ [۱۳]

بخشش مانگنے والوں پر عذاب نہیں ہوگا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: وَمَا كَانَ

---

[۱۳] ابن کثیر جلد ۴ ص ۶۴۔

اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (الانفال:۳۳) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) ان میں موجود ہیں اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں''۔

اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔

استغفار کرنے والوں کی بخشش:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں، ان روایات میں جو میں اپنے پروردگار سے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام فرما لیا ہے اور تمہارے آپس میں بھی ایک دوسرے پر ظلم کو حرام فرما دیا ہے لہٰذا ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو۔ بجز اس کے جسے میں ہدایت عطا فرماؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو بجز اس کے جسے میں روزی دوں لہٰذا تم مجھ سے کھانا مانگو، میں تمہیں (کھانا) عطا فرماؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو بجز اس کے جسے میں پہناؤں لہٰذا مجھ سے لباس مانگو، میں دوں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات کے خطا کار ہو اور میں سارے گناہ بخشتا رہتا ہوں۔ فَاسْتَغْفِرُوْنِی اَغْفِرْلَكُمْ [۱۴] ''مجھ سے مغفرت مانگو، میں تمہیں بخش دوں گا''۔

ستر بار استغفار کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: وَاللّٰهِ اِنِّی لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً [۱۵] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم میں ایک دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں اور اس کے حضور

---

[۱۴] مشکوٰۃ ص ۲۰۳، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۳، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۹۷۔ [۱۵] ابن ماجہ ص ۲۷۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۱، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۹۴، حلیۃ الاولیاء جلد ۷ ص ۳۲۵، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۳۔

توبہ کرتا ہوں''۔

سو مرتبہ استغفار کرنا:

دوسری روایت میں، جس کے راوی حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ ہیں، اس میں فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الْیَوْمِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ [۱۶] ''اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں''۔

چونکہ استغفار اور توبہ بھی نماز روزہ کی طرح عبادت ہے' اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عامل تھے۔ وگرنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کے ارادہ سے بھی پاک ہیں، گناہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بھی نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار فرمانا امت کی تعلیم کے لئے ہے۔

ایک سوال کا جواب:

حضرت شاہ شمس تبریز علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ سے پوچھا! حضرت صاحب، حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ تمام عمر انہوں نے خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ ان کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طریقہ سے کھایا ہے۔ یہ تو تھا ان کا اتباعِ سنت کا جذبہ، دوسری طرف مشہور ہے کہ حضرت خواجہ بایزید علیہ الرحمہ فرماتے تھے'' سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ '' (اللہ اکبر!) ''میری شان کس قدر بڑی ہے''۔ حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی جلالتِ شان کے' فرماتے ہیں، میں ہر دن میں ستر مرتبہ اپنی مغفرت کی دعا مانگتا ہوں۔ اب ان دونوں باتوں کو کس طرح منطبق کیا جا سکتا ہے؟ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا: حضرت

---

[۱۶] ابن ماجہ ص ۲۷۹، مشکوٰۃ ص ۲۰۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۱۱، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۷ ص ۵۲، مسلم جلد ۲ ص ۳۴۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۹۶ تفسیر ابوسعود جلد ۶ ص ۴۸۲، تفسیر البیضاوی جلد ۲ ص ۶۲۸، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۳۔

بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اگرچہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن وہ منازلِ تقرب میں ایک مقام پر ٹھہر گئے تھے اور اس مرتبہ کی عظمت کے اثر سے ان کی زبان سے اس طرح کے الفاظ نکل گئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ برابر منازل طے کرتے جاتے تھے اور جب اونچی منزل پر پہنچتے تو نیچے کی منزل کو دیکھ کر استغفار کرتے تھے

ایک مجلس میں سو مرتبہ وظیفہ استغفار:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ اس (وظیفہ) کو سو مرتبہ شمار کرتے، وظیفہ یہ ہے: رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ [۱۷] ''اے میرے پروردگار مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا' بخشنے والا ہے''۔

ستر بار استغفار کرنے کا حکم:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں اپنے گھر والوں کے ساتھ زبان درازی کرتا تھا (یعنی انہیں سخت سست کہتا تھا) مگر گھر والوں کے سوا کسی اور کے ساتھ میرا یہ رویہ نہ تھا۔ ایک دن میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَیْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ، تَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً [۱۸] ''تو استغفار کیوں نہیں کرتا (کہ تیری یہ زبان درازی ختم ہو جائے استغفار کی برکت سے اس کام سے باز آجائے، توبہ کی توفیق نصیب ہو) تو ہر روز ستر بار استغفار کیا کر''۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ ھَدَیْتُ فَاسْئَلُوْنِی الْھُدٰی اَھْدِکُمْ وَکُلُّکُمْ فُقَرَاءُ اِلَّا مَنْ اَغْنَیْتُ فَاسْئَلُوْنِیْ اَرْزُقْکُمْ وَ کُلُّکُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَیْتُ فَمَنْ عَلِمَ مِنْکُمْ اِنِّیْ ذُوْقُدْرَۃٍ عَلٰی

---

[۱۷] ابن ماجہ ص ۲۷۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۱، جلد ۵ ص ۳۷۱، مشکوٰۃ ص ۲۰۵، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۳۴۔ [۱۸] ابن ماجہ ص ۲۷۹۔

الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفِرَنِی غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِیْ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَحَیَّکُمْ وَمَیِّتَکُمْ وَرَطْبَکُمْ وَیَابِسَکُمْ اِجْتَمَعُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِیْ مَازَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ جُنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَحَیَّکُمْ وَمَیِّتَکُمْ وَرَطْبَکُمْ وَیَابِسَکُمْ اِجْتَمَعُوْا عَلٰی اَشْقٰی قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِیْ مَانَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ جُنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَحَیَّکُمْ وَمَیِّتَکُمْ وَرَطْبَکُمْ وَیَابِسَکُمْ اِجْتَمَعُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنْکُمْ مَابَلَغَتْ اُمْنِیَّتُهٗ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ سَائِلٍ مِنْکُمْ مَانَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ اِلَّا کَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِیْهِ اِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا ذٰلِکَ بِاَنِّیْ جَوَّادٌ مَاجِدٌ اَفْعَلُ مَااُرِیْدُ عَطَائِیْ کَلَامٌ وَعَذَابِیْ کَلَامٌ اِنَّمَا اَمْرِیْ لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ [۱۹]

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے، اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو، سواء اس کے جسے میں ہدایت دوں لہٰذا مجھ سے ہدایت مانگو، تمہیں ہدایت دونگا اور تم سب فقیر ہو سواء اس کے جسے میں غنی کردوں لہٰذا مجھ سے مانگو، میں تمہیں روزی دوں گا اور تم سب مجرم ہو، سواء اس کے جسے میں سلامت رکھوں تو تم میں سے جو یہ جان لے کہ میں بخش دینے پر قادر ہوں پھر مجھ سے معافی مانگے تو میں اسے بخش دوں گا اور پرواہ بھی نہ کروں گا اور اگر تمہارے اگلے پچھلے زندے مردے تر وخشک میرے بندوں میں سے بدبخت تریں دل پر متفق ہوجائیں تو ان کے یہ جرم میرے ملک سے مچھر کے پر کے برابر بھی کم نہ کریں گے اور اگر تمہارے پچھلے زندے مردے تر وخشک ایک میدان میں جمع ہوں اور پھر تم میں سے ہر شخص اپنی انتہائی تمنا وآرزو مجھ سے مانگے پھر میں ہر منگتے کو دے دوں تو یہ میرے ملک کے مقابل ایسا ہی کم وتھوڑا ہوگا

---

۱۹ مشکوٰۃ ص۲۰۵، الترغیب والترہیب جلد۲ ص۴۷۶، ترمذی حدیث نمبر۲۴۹۰۔

جیسے تم میں سے کوئی دریا پر گذرے اس میں سوئی ڈبوئے پھر اُسے اٹھائے یہ اس لیے ہے کہ میں داتا ہوں بہت دینے والا جو چاہتا ہوں کرتا ہوں میری عطا صرف فرمادینا ہے اور میرا عذاب صرف فرمادینا ہے میرا حکم کسی شے کے متعلق یہ ہے کہ جب کچھ چاہتا ہوں تو فرمادیتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔''

ہر لمحہ بخشش:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ عَبۡدًا اَذۡنَبَ ذَنۡبًا فَقَالَ رَبِّ اَذۡنَبۡتُ فَاغۡفِرۡهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبۡدِیۡ؟ ''بندہ جب کوئی گناہ کرلیتا ہے، پھر کہتا ہے میں نے گناہ کرلیا، مجھے معافی دے دے۔ رب کریم فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے؟: اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغۡفِرُ الذَّنۡبَ وَیَاۡخُذُ بِهٖ ''کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بھی معاف فرماتا ہے اور اس پر پکڑ بھی فرماتا ہے''۔ غَفَرۡتُ لِعَبۡدِیۡ ''میں نے اپنے بندے کو بخش دیا'' پھر جتنا رب چاہے بندہ ٹھہرا رہتا ہے۔ پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر عرض کرتا ہے، یارب میں نے گناہ کرلیا بخش دے، رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑ بھی فرماتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر بندہ ٹھہرا رہتا ہے، جتنا رب چاہے۔ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے، عرض کرتا ہے رَبِّ اَذۡنَبۡتُ ذَنۡبًا اٰخَرَ فَاغۡفِرۡلِیۡ ''یارب میں نے گناہ کرلیا ہے، مجھے معافی عطا فرما'' تو رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا جو چاہے کرے''۔[۲۰]

استغفار سے دل چمکتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الۡمُؤۡمِنَ اِذَا اَذۡنَبَ كَانَتۡ نُكۡتَةٌ سَوۡدَآءُ فِیۡ قَلۡبِهٖ ''بندہ

---

[۲۰] مشکوٰۃ ص ۲۰۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۹۲۔۴۰۵، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۲۴۲، الترغیب و الترہیب جلد ۴ ص ۹۱، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۹۶، بخاری جلد ۲ ص ۱۱۱۷۔

مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ ''اگر توبہ کرے اور استغفار کرے (معافی مانگ لے) تو اس کا دل صیقل ہو جاتا ہے (چمکنے لگتا ہے)''۔ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَهٗ فَذٰلِكُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی كَلَّا بَلْ رَّانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۲۱ ''اور اگر گناہ زیادہ کرے تو سیاہی زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتی ہے۔ یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ ان کے اعمال نے ان کے دلوں کو زنگ لگا دی''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کب تک بخشتا رہے گا؟

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَّ الشَّیْطٰنَ قَالَ وَعِزَّتِكَ یَارَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ ''شیطان نے کہا یارب تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک بہکاؤں گا، جب تک ان کی جانیں ان کے جسموں میں رہیں گی''۔ تو رب ذوالجلال نے فرمایا: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُلَهُمْ مَّا اسْتَغْفَرُوْنِیْ ۲۲ ''مجھے اپنی عزت وجلالت اور درجات کی رفعتوں کی قسم میں انہیں بخشتا رہوں گا جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے''۔

امت کی تعلیم کے لئے دعا:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے۔: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا

---

۲۱ مشکوٰۃ ص۲۰۴، مسند احمد جلد۲ ص۲۹۷، شرح السنۃ جلد۳ ص۱۰۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ ص۱۸۸، مستدرک حاکم جلد۱ ص۵۱۷، الترغیب والترہیب جلد۴ ص۹۲، ابن ماجہ ص۳۲۳۔ ۲۲ مشکوٰۃ ص۲۰۴، شرح السنۃ جلد۳ ص۹۹، مستدرک حاکم جلد۴ ص۲۶۱، مسند احمد جلد۳ ص۲۹، مجمع الزوائد جلد۱۰ ص۲۰۷۔

اَحْسَنُوا اسْتَبْشِرُوْا وَاِذَا اَسَآءُوْا اِسْتَغْفَرُوْا ۲۳ ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے ان لوگوں میں سے بنا، جو نیکیاں کریں تو خوش ہو جائیں اور گناہ کریں تو معافی مانگ لیں''۔ (یہ دُعا تعلیمِ اُمت کے لئے ہیں)۔

تنگیوں اور غموں سے رہائی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجاً وَّمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجاً وَّرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۲۴ ''جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اسے ہر تنگی سے چھٹکارا اور ہر غم سے نجات دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا''۔

کثرتِ استغفار:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَفِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا ۲۵ ''اس کے لئے خوبیاں ہیں جو اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کی کثرت پائے''۔

میدانِ جہاد کے گناہوں کی بخشش:

حضرت بلال بن یسار بن زید رضی اللہ عنہ، جو نبی کریم ﷺ کے غلام ہیں، سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میرے والد گرامی نے میرے دادا صاحب سے روایت کی ہے: کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی

---

۲۳ ابن ماجہ ص ۲۷۹، مشکوٰۃ ص ۲۰۶، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۳۹۔۱۸۸۔۱۴۵۔۱۲۹۔ ۲۴ ابن ماجہ ص ۲۷۹، مشکوٰۃ ص ۲۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۵۳۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸۷، حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۲۱۱، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۰۰، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۲۳۰۔ ۲۵ ابن ماجہ ص ۲۷۹، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۶۸، مشکوٰۃ ص ۲۰۶، حلیۃ الاولیاء جلد ۱۰ ص ۳۹۵۔

پڑھے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ "میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے معافی مانگتا ہوں، وہ ذات پاک جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں"۔ (رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں) غُفِرَلَہٗ وَاِنْ کَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ [۲۶] "اس کی بخشش کردی جائے گی۔ اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو"۔

عیوب کے باوجود بخشش:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا اِبْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَا کَانَ فِیْکَ وَلَا اُبَالِیْ یَاابْنِ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عِنَانَ السَّمَآءِ "اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، اے اولاد آدم جب تک تو مجھ سے دعا کرے اور مجھ سے آس لگائے تو میں تجھے تیرے عیوب کے باوجود بخشتا رہوں گا، میں بے پرواہ ہوں۔ اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمانوں کے کنارے تک پہنچ جائیں": ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ "پھر تو مجھ سے استغفار کرے (معافی مانگے) تو میں تجھے بخش دوں گا"۔ وَلَا اُبَالِیْ یَا اِبْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ لَوْ لَقِیْتَنِیْ بِقِرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَاَ تَیْتُکَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَۃً [۲۷] "کچھ پرواہ نہیں کروں گا۔ اے اولادِ آدم اگر تو زمین بھر خطاؤں کے ساتھ ملے مگر ایسے ملے کہ کسی کو میرا شریک نہ ٹھہراتا ہو تو زمین بھر بخشش کے ساتھ تیرے پاس آؤں گا"۔

فوت شدہ بندے کے درجات کی بلندی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ

---

[۲۶] مشکوٰۃ ص ۲۰۵۔ [۲۷] مشکوٰۃ ص ۲۰۴، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۱۵، کنز العمال حدیث نمبر ۸۹۰۲، ۶۴۲۷۔

نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ وَیَقُوْلُ بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ ۲۸ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نیک بندے کے درجات کو جنت میں بلند فرماتا ہے تو (اس وقت) بندہ عرض کرتا ہے اے میرے رب مجھے یہ بلندیٔ درجات کہاں سے ملی ہے؟ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے، تیرے بچے کی تیرے لئے استغفار کرنے کی وجہ سے''۔ (تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے)۔

فوت شدہ لوگوں کے لئے تحفہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ وَّاُمٍّ وَّاَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلَ عَلٰی اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ''قبر میں میت ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے کہ ماں، باپ، بھائی یا دوست کی دعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے پھر جب اسے دعا پہنچتی ہے تو اسے یہ دعا، دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے پیاری ہوتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبروں والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور فرمایا: اِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَآءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ ۲۹ ''یقیناً زندہ لوگوں کا فوت شدہ لوگوں کے لئے تحفہ ان کے لئے استغفار ہے''۔

---

۲۸ مسند احمد جلد۲ص ۵۰۹، مشکوۃ ص ۲۰۵، مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۲۱۰، الاعتصام (ترجمان غیر مقلدین) ۱۷۔۲۷ اکتوبر ۱۹۸۰ جلد ۳۲ شمارہ ۱۴/ ۱۳ ص نمبر ۲۳۰۔ ۲۹ مشکوۃ ص ۲۰۶، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۹۷، میزان الاعتدال ص ۳۰۷، اللسان المیز ان حجر جلد۵ص ۳۳۹، الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔۱۲، ص ۲۳/ ۱۴، ۲۴/ ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۰۔

سید الاستغفار

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سید الاستغفار'' یہ ہے کہ تم کہو:

''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ''

''اے میرے اللہ (جل جلالک) تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور حسبِ طاقت تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں اور میں اپنے کئے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تیری نعمت کا اقراری ہوں، مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا''۔

قَالَ مَنْ قَالَھَا مِنَ النَّھَارِ مُوْقِنًا بِھَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ یُّمْسِیَ فَھُوَ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ اللَّیْلِ وَھُوَ مُوْقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ ۳۰

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو قلبی یقین کے ساتھ دن میں یہ (سید الاستغفار) پڑھ لے پھر اسی دن شام سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ جنتی ہوگا اور جو یقین دل کے ساتھ رات میں یہ پڑھ لے تو پھر صبح سے پہلے فوت ہو تو وہ جنتی ہوگا''۔

استغفار اور مشرک

---

۳۰ مشکوٰۃ ص ۲۰۴، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۲، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۱۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۰۹، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۲، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۴۸، قرطبی جلد ۴ ص ۴۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۷۲ ص ۲۸۴۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا ''آزر''، کو جو کہ بت ساز اور بت پرست تھا، راہ راست پر آنے کے لئے دعوت وتبلیغ فرماتے رہے اوراس کی ہدایت کے لئے دعا بھی کرتے رہے جس کی تفصیل قرآن مجید میں اس طرح ہے: اِذْ قَالَ لِاَ بِيْهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۝ (مریم : ۴۲) ''جب (حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے چچا سے فرمایا اے میرے چچا تم ایسے کو کیوں پوجتے ہو جو نہ سنے، نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے''؟

اس لئے: يٰاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ يَاْتِكَ ''اے میرے چچا بے شک میرے پاس وہ علم ہے جو تیرے پاس نہیں ہے''۔

لہٰذا: فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ (مریم:۴۳) ''تو تم میرے پیچھے چلے آؤ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں گا''۔

پھر فرمایا: يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ (مریم:۴۵۔۴۴) ''اے میرے چچا شیطان کا بندہ نہ بن، بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے، اے میرے چچا میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے، تو تو شیطان کا رفیق ہوجائے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت خوبصورت، دل نشین اور کایا پلٹ وعظ فرمایا۔ مگر بت پرست چچا نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے: قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ (مریم:۴۶) ''بولا اے ابراہیم (علیہ السلام) کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے؟ بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھ پر پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا''۔

جواباً، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ (بس تجھے سلام ہے)۔ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ (مریم:۴۷)

''قریب ہے کہ میں تیرے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے''۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ اقدس میں دعا کی: وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ (الشعرآء:۸۶)''اور میرے چچا کو بخش دے کہ وہ گمراہ ہے''۔یعنی میرے چچا کو توبہ اور ایمان کی توفیق عطا فرما، جس سے وہ تیری بخشش کا مستحق ہو جائے۔

سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا ...... ''بے شک تمہارے لئے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور ساتھ والوں میں اچھی پیروی تھی، جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا، بے شک ہم تم سے اور ان سے بیزار ہیں جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی''۔ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ ..... (الممتحنہ:۴)''جب تک کہ تم ایک اللہ (جل جلالہ) پر ایمان نہ لے آؤ مگر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے چچا سے کہنا کہ میں ضرور تیرے لئے استغفار کروں گا (تیری مغفرت چاہوں گا)''۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسرے مقام پر اس کی وضاحت فرمادی ہے کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے چچا کی ہدایت اور مغفرت کے لئے دعا کیوں فرمائی تھی۔

واقعہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ایک واقعہ اس ضمن میں کچھ تفاسیر میں

رقم ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو دیکھا اور سنا کہ وہ اپنے مشرک (کافر) والدین کے لئے ان کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کررہا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منع فرمایا تو اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اپنے مشرک (کافر، بت پرست) چچا کے لئے دُعا کی تھی اور فرمایا تھا: سَاَسْتَغْفِرُلَكَ رَبِّىْ ؕ (مریم:۴۷) ''میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے معافی چاہوں گا''۔

جب مذکورہ شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا تو یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی گئی تو خالق کائنات نے اس بات کا جواب ارشاد فرمانے کے لئے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ ۳۱ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ (التوبہ:۱۱۴) ''اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے چچا کی بخشش چاہنا تو ایک وعدہ کے سبب تھا جو اس سے کرچکے تھے جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ (جل مجدہ الکریم) کا دشمن ہے۔ تو اس سے بیزار ہوگئے''۔ ۳۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے: ''استغفار کا وعدہ صرف زندگی تک تھا۔ شرط ایمانی کے ساتھ استغفار ہے۔ مرنے کے بعد دُعا ترک کردی''۔ ۳۳

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ ''آزر'' کا خاتمہ کفر پر ہوگا۔ اس طرح کہ وہ کفر پر مرگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے دُعائے مغفرت فرمانا بند کردی اور دل سے بیزار ہوگئے کہ کافر سے ایسی ہی بیزاری چاہیے اگرچہ وہ قرابت دار ہی ہو۔ **فلما مات على الكفر علم انه عدو الله فترك الدعاله** ۳۴

---

۳۱ تفسیر قرطبی جلد۴ جز ۸ ص ۲۷۴، تفسیر ابن جوزیہ جلد۳ ص ۱۱۵-۱۱۴۔ ۳۲ مظہری جلد۴ ص ۳۰۸، المراغی جلد۱۱ ص ۳۷-۳۳ مجمع البیان جلد۵ ص ۷۷۔

''پھر وہ کفر پر مرا اور آپ جان گئے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دشمن تھا تو آپ (علیہ السلام) نے اس کے لئے دعا ترک کر دی''۔

بعض مومنین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ کیا اپنے کافر قرابت دار کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہیے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ (التوبہ:۱۱۳) ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کی شان کے لائق نہیں کہ مشرکوں (کافروں) کی بخشش چاہیں۔ اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں کہ انہیں کھل چکا (یعنی یہ واضح ہو گیا کہ وہ کافر مرے ہیں اور یہ کہ) وہ دوزخی ہیں''۔ [۳۵]

مشرک کے لئے مغفرت ہے اور نہ دعائے مغفرت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝ (النساء:۴۸) ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے اور شرک (کفر) سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف کر دیتا ہے اور جس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا''۔

یہاں شرک بمعنی کفر ہے، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر منکر، مشرک اور کافر ہے، خواہ رب کو ایک مانے یا کئی رب مانے۔ جو کفر و شرک پر مر جائے اس کی بخشش ناممکن ہے اس لئے کافر و مشرک کو مرحوم کہنا جائز نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے مومن والدین کے لئے

---

[۳۴] مظہری جلد ۵ ص ۲۷۹۔ [۳۵] تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۳۰۷۔۳۰۶، المراغی جلد ۱۱ ص ۳۶، روح البیان جلد ۳ ص ۵۲۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۶۸، بخاری جلد ۲ ص ۶۷۵، تفسیر المنار جلد ۱۱ ص ۵۶، تفسیر مصری ص ۲۱۳، مجمع البیان جلد ۵ ص ۷۶۔

دعائے مغفرت کرنا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین کے لئے اس طرح دعا فرمائی ہے: رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ۝ (ابراہیم:۴۱) ”اے ہمارے پروردگار مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو، جس دن حساب قائم ہوگا“۔

یہاں ”والدین“ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے والد ”تارخ“ اور سگی والدہ ”حضرت متلی بنت نمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دونوں مومن موحد تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے اپنے بڑھاپے میں دُعا فرمائی، یہ دُعا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے بعد فرمائی جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ وَهَبَ لِیۡ عَلَی الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ۝ (ابراہیم:۳۹) ”سب خوبیاں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں وہ ذات جس نے مجھے بڑھاپے میں (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) اور (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) عطا فرمائے، بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے“۔ ان کلمات کے بعد وہ مشہور دعائے خلیل علیہ السلام ہے، جو اہل ایمان نمازوں کے اختتام اور سلام پھیرنے سے پہلے پڑھتے ہیں۔

صاحب ”مجمع البیان“ نے لکھا ہے۔ ”ہمارے اصحاب نے اس سے استدلال کیا ہے کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے والدین کافر نہیں تھے“۔ [۳۶]

”آزر آپ کا دور کا چچا تھا جس سے آپ (علیہ السلام) جوانی میں ہی بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مر چکا تھا“۔

تفسیر مظہری میں ہے: وان والدیه علیه السلام کانا مسلمین

---

۳۶ مجمع البیان جلد ۵ ص ۳۱۹۔

وانما کان آزر عماله و کان اسم ابی ابراهیم تارخ ولا جل دفع توهم آزر قال والدی یعنی ولدانی حقیقة ولم یقل ابوی فان الاب یطلق علی عم مجازا ۔[۳۷] ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مسلمان تھے''آزر'' آپ کا چچا تھا اور ''تارخ'' آپ علیہ السلام کے والد کا نام تھا۔ چونکہ ''اب'' کا لفظ چچا کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ اس لئے اگر ''والدی'' کی جگہ ''ابوی'' کا لفظ استعمال کیا جاتا تو خیال ہوسکتا تھا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لئے بھی دعائے مغفرت کی تھی، اس خیال کو دفع کرنے کے لئے ''والدی'' فرمایا یعنی حقیقی ماں اور حقیقی باپ''۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط ٥ (البقرة:۲۸۴) ''تو وہ جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا''۔

اس ارشاد کے معنی ہیں ''جس گنہگار کو چاہے بخشے اور جس گنہگار کو چاہے سزا دے'' ان کلمات کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جس نیکوکار اور صالح کو چاہے بغیر جرم کے سزا دے یا جس مشرک اور کافر کو چاہے باوجود شرک و کفر کے بخش دے۔ یہ بات اس کے کرم و انصاف اور قانون کے خلاف ہے۔ نیکوکاروں کو صلہ اور اجر و ثواب دے گا جب کہ کفار اور مشرکین کے بارے میں اس کا فیصلہ اٹل ہے کہ جو شرک اور کفر کی حالت میں مرا اس کی کسی صورت میں بھی بخشش اور نجات نہیں''۔

مشرکین کے بارے میں فرمایا: اَنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط (النساء:۱۱۶) ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) اسے نہیں بخشتا جو اس کا کوئی شریک ٹھہرائے، اس کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے''۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

---

[۳۷] مجمع البیان جلد ۵ ص ۳۱۹۔

لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا o اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا o (النساء: ۱۶۸۔۱۶۹) ''بے شک جنھوں نے کفر کیا اور حد سے بڑھے اللہ (تبارک وتعالیٰ) انہیں ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے گا مگر جہنم کا راستہ کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو آسان ہے''۔ دوسرے مقام پر فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَا تُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ o (محمد: ۳۴) ''بے شک جنھوں نے کفر کیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ سے روکا پھر کافر ہی مر گئے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) انہیں ہرگز نہ بخشے گا''۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ حاصل ہوا ہے کہ مشرک اور کافر کے لئے اس کی زندگی میں دعائے ہدایت جائز ہے اور دعا کرتے رہنا چاہیے۔ مگر کافر اور مشرک کے مرنے کے بعد نہ تو دعائے بخشش ہے اور نہ ہی استغفار۔

فوت شدہ صاحب ایمان والدین کے لئے استغفار

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ ایک شخص جس کا تعلق بنو سلمہ قبیلے سے تھا حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ماں باپ کے وصال کے بعد بھی اس کا کوئی موقع ہے کہ ان سے بھلائی کروں، حسن سلوک کروں؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الدعا لهما والاستغفار لهما و انفاذ عهدهما و اكرام صديقهما و صلة الرحم التى رحم لك من قبلهما** [۳۸]

(۱) ان کے لئے دعا۔ (۲) ان کے حق میں استغفار۔ (۳) ان کے وعدوں اور وصیتوں کو پورا کرنا۔ (۴) ان کے (یعنی باپ کے) دوستوں اور (ماں کی سہیلیوں) کا احترام کرنا اور (۵) اس رشتہ داری کو ملانا جو ان کے ساتھ ہی ملائی جاسکتی ہے۔

---

[۳۸] الادب المفرد ص ۹، مشکوٰۃ ص ۴۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۳، ابن ماجہ ص ۲۶۹، درمنثور جلد ۴ ص ۱۷۳۔

استغفار اور منافقین

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ عظمت ''استغفار'' کا کوئی منکر نہیں مگر منافقین کو اس کا کوئی فائدہ نہیں' اس وجہ سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی عظمتوں اور رفعتوں کے منکر ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ، ہم غزوہ (بنی مصطلق) میں تھے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری کی پیٹھ پر گھونسا مارا، تو انصاری نے انصار کو پکارا اور مہاجر نے مہاجرین کو آواز دی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دونوں کی بات رسول کریم ﷺ کو سنا دی۔ (رسول کریم ﷺ نے) فرمایا یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر گھونسا مارا ہے، تو انصاری نے انصار کو پکارا ہے اور مہاجر نے مہاجرین کو۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **دعوھا فانھا منتنہ** یعنی ''ایسی باتیں چھوڑ دو یہ ناپاک باتیں ہیں''۔ (ایسی باتوں سے فساد اور جھگڑے کا خطرہ ہے)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ، جس وقت نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجرین زیادہ ہو گئے۔ (دوسری طرف) جب (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی نے اس تکرار کی خبر سنی (جو بعض مہاجرین اور انصار کے درمیان ہوئی تھی) تو کہنے لگا مہاجر اپنی حکومت جتانے لگے ہیں ۔ کہنے لگا اچھا خیر! اللہ کی قسم ! اگر ہم لوٹ کر مدینہ (منورہ) پہنچے تو جو عزت والا ہے، وہ ذلت والے کو مدینہ (منورہ) سے نکال دے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بات کو اور اس کا جواب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ: **يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝** (المنافقون:۸)'' (لوگ) کہتے ہیں ہم مدینہ (منورہ) پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی

عزت والا ہے، وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے، (اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) اور عزت تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایمان والوں ہی کے لئے ہے اور لیکن منافقین اس بات کو نہیں جانتے"۔

(اس گفتگو کے سننے کے بعد) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

دعنی یارسول اللہ اضرب عنق هذا المنافق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم **دعه لا یحدیث الناس ان محمد یقتل اصحابه** ۳۹ "(یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) مجھے چھوڑ دیں میں اس منافق کی گردن مار دوں، (اسے قتل کردوں)۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں جانے دو، لوگ یہ کہیں گے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں"۔

ترمذی میں ہے۔ **فقال له ابنه عبداللہ بن عبداللہ و اللہ لا تنقلب حتی تقر انك الذلیل ورسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **العزیز ففعل**۔"

"عبداللہ بن ابی کے بیٹے (عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت) عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے باپ سے) کہا ہم ہرگز یہاں سے نہ جائیں گے جب تک تو اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ چنانچہ اس نے اقرار کیا"۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے "ابواب تفسیر القرآن" میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پانی کا واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ (یعنی جہاد) کے لئے نکلے ہمارے ساتھ اعرابی لوگ بھی تھے تو ہم پانی پر دوڑنے لگے اور گاؤں کے لوگ ہم سے پہلے پانی پر پہنچے تو ایک اعرابی اپنے دوستوں سے پہلے پانی پر پہنچا تو وہ آگے بڑھتا اور حوض

---

۳۹ بخاری جلد۲ ص ۷۲۸، تیسیر الباری جلد۶ ص ۴۱۹، تفہیم البخاری جلد۷ ص ۵۷۱، فتح الباری جلد۸ ص ۸۴۱، عمدۃ القاری جلد۱۰ جز۱۹ ص ۲۴۲، دلائل النبوۃ جلد۴ ص ۵۴، مصنف عبدالرزاق جلد۹ ص ۴۶۸، مسند احمد جلد۳ ص ۳۹۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۳۲، مشکل الآثار جلد۴ ص ۲۳۹، مسلم جلد۲ ص ۳۲۱، ترمذی جلد۲ ص ۱۶۸۔

بھرتا اور اس کے گرد پتھر لگاتا اور اس پر ایک چمڑا ڈال دیتا تاکہ اس کے دوست آجائیں اور کوئی شخص پانی نہ لے سکے۔ پھر ایک انصاری اس اعرابی کے پاس آیا اور اپنی اونٹنی کی مہار لٹکا دی تاکہ وہ پانی پی لے مگر اس اعرابی نے پانی نہ دیا تو انصاری نے پتھروں کا حلقہ توڑ دیا اور پانی بہہ گیا۔ اس پر اعرابی نے ایک لکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر ماردی۔ اس کا سر پھٹ گیا۔ وہ انصاری رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے پاس آیا اور اس کو سارا واقعہ سنایا۔ عبداللہ بن ابی نے اس موقعہ پر گستاخانہ کلام کیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عبداللہ بن ابی کی بات سن کر اپنے چچا کو بتائی، اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلایا اس نے آکر قسم کھالی اور (حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بات کا) انکار کیا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے ساتھی اور انصار کہنے لگے (حضرت) زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط بات کہی ہے۔ (حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) مجھے ان کے ایسا کہنے پر سخت رنج ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ المنافقون میں میری سچائی کے بارے میں آیت اتاری۔ (حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان پکڑ کر ملا اور میرے سامنے ہنسے (حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اگر مجھے ساری دنیا کی زندگی ملتی جب بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا جتنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک انداز محبت سے مجھے خوشی ہوئی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور پوچھا تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ میں نے کہا فرمایا تو کچھ نہیں مگر میرا کان ملا اور میرے روبرو ہنسے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے بشارت ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے ان سے بھی میں نے وہی کہا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المنافقون کی تلاوت فرمائی۔ پھر عبداللہ بن ابی سے کہا گیا: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (المنافقون:٦۔٥)'' اور جب ان سے کہا جائے آؤ، رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (کہتے ہیں وہاں نہیں جانا، یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس نہیں جانا) ان پر ایک سا ہے آپ (ﷺ) ان کے لئے معافی چاہیں یا نہ چاہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) گمراہوں کو راہ نہیں دیتا''۔

(قارئین کرام! پہلے منافقین کہتے تھے کہ وہاں نہیں جانا اور آج کل کے منافقین یہ کہتے ہیں وہاں نہ جانا وہاں کیا رکھا ہوا ہے؟)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کا ارادہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن ابی کو جب پتا چلا کہ رسول کریم ﷺ کی انتہائی گستاخی کرنے کی وجہ سے میرے والد کو قتل کرنے کے بارے میں آراء پیش ہورہی ہیں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ خود مجھے اس کا حکم فرمائیں میں ابھی اپنے باپ کا سر کاٹ لاتا ہوں اور بنی خزرج کے تمام لوگ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس تمام قبیلے میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع اور تابعدار کوئی نہ ہوگا اس لئے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میرے علاوہ کسی اور نے میرے والد کو قتل کیا تو میں اسے قتل کردوں گا اور اس طرح ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کرکے ہمیشہ کے لئے دوزخ اپنا ٹھکانہ بناؤں گا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا! ہم قتل نہیں کرنا چاہتے بلکہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے ہم اس کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد سے پھر جب وہ کوئی بات کرتا تو خود اس کی قوم ہی اسے برا کہتی، ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی۔ جب آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی

کہ اب اس کی قوم اسے ذلیل اور مفسد سمجھتی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر میں تمہارے مشورے کے مطابق اسی دن اسے قتل کر دیتا تو ضرور اس کی قوم کی رگ حمیت اور حمایت جوش میں آتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے ابھی اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب مجھے محسوس ہوا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی کارروائی میرے مشورے سے زیادہ موجب برکت تھی۔

صاحب تیسیر الباری لکھتے ہیں۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **انما خیرنی اللہ واخبرنی اللہ** " کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اختیار دیا ہے (مجھے منع نہیں فرمایا) یا ایک بات کی خبر دی ہے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں فرمایا ہے تو ان کے لئے دعا کرے یا نہ کرے اگر ستر بار بھی دعا کرے جب بھی اللہ (تبارک و تعالیٰ) ان کو نہیں بخشے گا میں ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لئے دعا کروں گا۔ ۴۰ (من وعن) یعنی استغفار کروں گا۔

ایسی روشن بات تحریر کرنے اور تسلیم کرنے کے بعد لکھا ہے" جب سرور عالم اشرف انبیاء کی دعا وہ بھی ستر دفعہ کافروں اور منافقوں کے لئے موثر نہ ہو تو کسی ولی یا درویش کی کیا بساط ہے کہ اس کی سفارش سے کسی کافر یا مشرک یا منافق کی مغفرت ہو جائے"۔ ۴۱ (من وعن)

یہ عبارت لکھ کر باور کرایا جا رہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ ﷺ کی دعا سے اللہ تبارک وتعالیٰ بخشش نہیں فرماتا۔

بات کو خوفناک انداز میں پیش کیا گیا ہے تا کہ لوگ ذہنی طور پر توجہ نہ کر سکیں جبکہ اصل بات یہ ہے کہ کافر اور منافق کے لئے ان کے کفر اور منافقت کی وجہ سے رسول کریم ﷺ کی دعا سود مند نہیں۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا تھا کہ میرا کرتہ بھی اسے نفع نہیں دے گا۔

چونکہ وہ منافق تھا اس لئے بخشش کے لائق نہیں ہے اور خالق کائنات نے

---

۴۰ تیسیر الباری جلد ۶ ص ۱۶۱۔ ۴۱ تیسیر الباری جلد ۶ ص ۱۶۱۔

بھی بڑے واضح الفاظ میں بیان فرما دیا کہ میں اسے کیوں بخشوں گا؟ وجہ یہ نہیں کہ آپ ﷺ کی دعا مقبول نہیں۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ:۵) ''اس لئے وہ (کافر ومنافق) اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (ﷺ) کے منکر ہوئے''۔

نیز یاد رہے اس موقع پر دُعا کا قبول نہ ہونا حضور نبی کریم ﷺ کی انتہائی عظمت ظاہر کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ تو اپنی شان رحمت سے اس کے لئے دعا کریں گے مگر جو مردود آپ ﷺ سے بے نیاز ہوجائے بلکہ جو آپ ﷺ کا ذرہ بھر بھی مخالف اور بے ادب ہو اس کی بخشش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ تو آپ ﷺ کی شان رحمتہ للعالمین ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ سے محبت کی بنا پر گستاخوں کو معاف نہیں کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو اسے بخشے گا جو آپ ﷺ کا محبّ، باادب اور نیازمند ہوگا۔

قمیض مبارک کے لئے درخواست:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب عبداللہ بن ابی (منافقوں کا سردار) مر گیا تو اس کا بیٹا (حضرت) عبداللہ (رضی اللہ عنہ) جو عاشق رسول (ﷺ) اور سچے صحابی (رضی اللہ عنہ) تھے، وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ اپنا کرتہ مبارک عطا فرمائیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں، آپ ﷺ نے اسے کرتہ عنایت فرما دیا۔ پھر (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے درخواست کی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں، جب آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے چلے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ ﷺ کا دامن (اقدس) تھام کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھنے لگے ہیں جس نے آپ ﷺ کو فلاں دن ایسی بات کہی تھی اور فلاں دن ایسی۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اس (کے کفر ومنافقت) کی باتیں گننے لگے۔ رسول کریم ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) ٹھہرو: فقال

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے مجھے اختیار دیا ہے "انما خیرنی اللہ" رسول کریم ﷺ نے فرمایا (اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے) اِسْتَغْفِرْلَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَسَاَزِيْدُهٗ عَلَى السَّبْعِيْنَ "آپ ﷺ ان کے لئے استغفار کریں یا استغفار نہ کریں یا ستر مرتبہ بھی استغفار کریں میں انہیں ہرگز نہیں بخشوں گا"۔۴۲ "(آپ ﷺ نے فرمایا) میں ایسا کروں گا کہ ستر بار سے زیادہ دعا کروں گا"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ تو منافق تھا۔ آخر رسول کریم ﷺ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار کے باوجود) اس پر نماز پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے بھی رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب ہم نماز پڑھ کر لوٹے اور تھوڑی دیر ٹھہرے ہی تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ التوبہ کی یہ آیات مقدسہ نازل فرمائی: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (التوبہ:۸۴) "اوران میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک وہ اللہ (جل شانہ) اوراس کے رسول (کریم ﷺ) سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں (یعنی کفر و منافقت میں) مر گئے"۔۴۳

آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ کیوں پڑھی؟

سرور کائنات ﷺ ہر کلمہ گو پر بہت شفیق و رحیم تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:۱۲۸) "مومنوں کے لئے رؤف و رحیم ہیں"۔ اسی لئے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی کہ وہ بظاہر کلمہ گو تھا

---

۴۲ تفسیر مظہری جلد۲ ص ۲۷۲، تفسیر النسفی جلد۲ ص ۱۳۸، تفسیر ابوسعود جلد۲ جز۴ ص ۵۷، الکشاف جلد۲ ص ۲۰۴، تفسیر ابن جوزیہ جلد۳ ص ۸۱، تفسیر المینار جلد۱۰ ص ۵۶۷، قرطبی جلد۴ جز ۸ ص ۱۳۹۔۴۳ طبری جلد۱۴ ص ۴۰۶، درمنثور جلد۲ ص ۲۶۶، قرطبی جلد۴ جز۸ ص ۲۱۹۔۲۱۸، تفسیر مظہری جلد۲ ص ۲۷۶، بخاری جلد۲ ص ۶۷۴۔

پھر اس میں اس کے بیٹے کی خاطر داری اور اس کی قوم کے لئے تسکین بھی تھی۔ اس لئے آپ ﷺ نے دو امور میں سے احسن اور افضل کو اختیار فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اس عمل سے ہزاروں لوگ کلمہ اسلام سے مشرف ہوئے۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ طبری نے اس قصہ کے متعلق حضرت سعید کے طریق سے حضرت قتادہ علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے:

فانزل اللہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره قال فذكر النبی ﷺ وما يغنی عنه قميصی من الله وانی لا رجوان يسلم بذلك الف من قومه ۴۴ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا' انہوں نے کہا، ہم سے نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا کہ میری قمیض عبداللہ بن ابی کو کچھ فائدہ نہ دے گی اور مجھے امید ہے کہ اس عمل کے سبب اس کی قوم سے ایک ہزار آدمی مسلمان ہوجائیں گے'' پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنا ترک فرمادی۔

چنانچہ آپ ﷺ کے اس خلق کریم کے باعث اس کے قبیلہ خزرج سے ایک ہزار اشخاص مشرف باسلام ہوئے۔ ۴۵

غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے ''دوسری روایت میں یوں ہے'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا کرتہ اس کے کچھ کام آنے والا نہیں مگر مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزاروں آدمی مسلمان ہوجائیں گے۔ ایسا ہی ہوا''۔ ۴۶ (من وعن)

---

۴۴ عمدۃ القاری جلد ۹ جز ۱۸ ص ۲۷۳، تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۳۶، قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۱۴۰۔
۴۵ تیسیر الباری جلد ۶ ص ۱۵۹۔ ۴۶ تفسیر النسفی جلد ۲ ص ۱۳۹، تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۲۷۶، ابن جوزیہ جلد ۳ ص ۴۸۱۔ ۴۸۰، مجمع البیان جلد ۵ ص ۵۷۔

ایمان والوں کا استغفار

ایمان والے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور تواضع اور انکساری کے ساتھ عرض کرتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَمَا کَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ○ (آل عمران: ۱۴۷) ''وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے سوا اس دعا کے: کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمارے قدم جما اور ہمیں ان کافر لوگوں پر مدد عطا فرما''۔

چنانچہ اس دعا کے بدلہ میں رب ذوالجلال نے فرمایا: فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْیَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ؕ (آل عمران) ''تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انہیں دنیا کا انعام عطا فرمایا اور آخرت کی خوبی اور نیکی والے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو پیارے ہیں''۔ کیا خوب عنایت ربی ہے، ایمان والے اپنے آپ کو گنہگار عرض کر رہے ہیں اور رب کائنات انہیں محسنین اور نیکوکار فرما رہا ہیں۔

ایمان والوں کے لئے ملائکہ علیہم السلام کا استغفار:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرشتے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر کام سرانجام دیتے ہیں۔ ملائکہ کی مختلف مقامات پر مختلف ڈیوٹیاں لگی ہوتی ہیں جو وہ رب ذوالجلال کے حکم سے بغیر غفلت کا شکار ہوئے، مسلسل ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ چار ایسے فرشتے ہیں جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور ان گنت فرشتے عرش کے طواف میں مصروف ہیں۔ جو ایک خاص کام کر رہے ہیں، سورۃ المؤمن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد عظیم ہے: اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ

رَحْمَةً وَّعِلْماً فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (آیت:۷) ''وہ فرشتے (جو) عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان (یعنی یقین) رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم میں ہر چیز سمائی ہوئی ہے تو انہیں بخش دے، جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے''۔

فرشتوں کا ایمان والوں کے لئے استغفار ہر دم اور ہر وقت ہو رہا ہے اور یقیناً فرشتوں کی شفاعت اور بخشش کی دعا ایمان والوں کے حق میں مقبول ہوگی کیونکہ مومنوں کے حق میں استغفار کی ڈیوٹی خود رب کائنات نے لگا رکھی ہے۔ جن کا قبول ہونا یقینی امر ہے۔ اس سے یہ بھی مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ مومن کے لئے بخشش کی دُعا زندگی میں بھی جائز ہے اور وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ فرشتے ہر مومن کے لئے دُعا کر رہے ہیں۔

یادِ الٰہی کرنے والوں کا استغفار:

جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کرتے ہیں، کھڑے، بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ (اور عرض کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بے کار نہیں بنایا۔ پاک ہے تیری ذات تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے پروردگار جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اور اے ہمارے مالک (حقیقی) ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے (اس لئے عرض ہے)۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ (آل عمران:۱۹۳) ''اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو مٹا دے اور

ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر اور اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ کچھ عطا فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا''۔

نبی کریم ﷺ کی برکت اور استغفار:

رب ذوالجلال والاکرام کا انسانیت اور ایمان والوں کے لئے کرم ہے کہ ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (الانفال:۳۳) ''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) ان میں تشریف فرما ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں''۔

ابوجہل نے کہا اے اللہ (جل جلالک) اگر یہ (قرآن مجید) واقعی تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب بھیج تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ الانفال کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۳۳ نازل فرمائی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے غزوۂ احد کے دن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ٹھہرا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے۔ **اللھم ان کان ما یقول محمد حقا فاخسف بی و بفرسی** [۴۷] ''اے اللہ (جل جلالک) حضرت محمد ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں اگر وہ سچ ہے تو مجھے گھوڑے سمیت زمین میں دھنسا دے'' (یہ اس وقت کی بات) ہے جب ابھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایمان نہیں لائے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کے جواب میں فرماتا ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم جب تک آپ ﷺ ان میں ہیں اور یہ استغفار کرتے ہیں ہم ان پر آسمانی عذاب نازل نہیں کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مشرکین بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ

---

[۴۷] ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۶۴۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قَدْ قَدْ بس بس یہیں تک کہو آگے نہ بڑھو۔ لیکن کفار ساتھ ہی یہ بھی کہتے: اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ لیکن تیرا ایک شریک بھی تو اس کا بھی مالک ہے اور اس کے املاک کا بھی مالک ہے پھر ساتھ ہی کہتے غُفْرَانَكَ غُفْرَانَكَ (تیری بخشش طلب کرتے ہیں) چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محولہ بالا آیت نازل فرمائی۔ ۴۸؎ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، ان کو دو امانتیں حاصل تھی ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مقدس اور دوسرے ان کا بعد از شرک استغفار۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ آنے کے بعد صرف ان کا استغفار سبب معافی رہ گیا۔ قریش آپس میں کہتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے درمیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگ بنایا ہے۔ دن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ وہ جو گستاخی کرتے رات کو نادم ہو کر غُفْرَانَكَ اَللّٰهُمَّ کہتے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محولہ بالا آیت نازل فرمائی۔

دستورِ الٰہی:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے کہ جس بستی میں وہ موجود ہوتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر عذاب نازل نہیں فرماتا تھا۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ ان انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی بستیوں سے نکال لیتا تھا۔ پھر عذاب نازل فرماتا تھا۔ جیسے حضرت ھود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کے واقعات قرآن مجید میں بیان ہیں۔ خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام جو رحمۃ اللعالمین کی شان سے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بستی میں موجود ہوتے ہوئے بستی والوں پر عذاب آنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف تھا۔ امام ابن جریر علیہ الرحمہ نے لکھا ہے آیت کا پہلا حصہ تب نازل ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ پھر ہجرت کے بعد دوسرا حصہ یہ نازل ہوا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ

۴۸؎ ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۶۴۔

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ استغفار کرتے ہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ منورہ چلے جانے کے بعد ان پر عذاب نازل ہونے میں ایک چیز مانع ہے کہ بہت سے ضعفاء مسلمین جو ہجرت نہ کر سکتے تھے مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے استغفار کرتے رہتے تھے ان کی وجہ سے اہل مکہ پر عذاب نازل نہیں کیا گیا۔

رسول کریم ﷺ ہر وقت ایمان والوں کے ساتھ ہیں۔ اس لئے ایمان والوں پر پہلی قوموں جیسا عذاب نہیں آتا۔ عذاب نہ آنے کی وجہ رسول کریم ﷺ کی موجودگی ہے۔ رسول کریم ﷺ کو رب کائنات نے فرمایا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ (الانبیاء:۱۰۷) کہ ’’اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کو جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے‘‘ اور آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہیں اور رب کائنات فرماتا ہے: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ (الاعراف:۵۶) ’’بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے‘‘۔ رسول کریم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہیں لہٰذا مومنین کے قریب ہیں۔

ایمان والے بخشش مانگتے رہیں گے ان پر (پہلی امتوں والے عذاب کی طرح) عذاب نہیں کیا جائے گا۔ جہاں رسول کریم ﷺ کی برکت اور موجودگی سے عذاب الٰہی رکا ہوا ہے ایسے ہی استغفار کے سبب بھی عذاب ٹلا ہوا ہے کہ لوگ دن رات استغفار کرتے رہتے ہیں۔

استغفار کرنے والے کے گناہ معاف:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥ (النساء:۱۱۰) ’’اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے بخشش چاہے تو وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو بخشنے والا مہربان

پائے گا''۔

نظام اسلام میں ہر گناہ کی توبہ ہے مگر طریقہ توبہ مختلف ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے، حقوق العباد کی توبہ ادائیگی حقوق ہے، ترک نماز کی توبہ ان کی قضاء ہے اور یہ بھی انصاف اسلام ہے جو کوئی گناہ کرے گا اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے گی۔ یہ نہ ہوگا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ ہاں البتہ گناہ کرانے والا شخص بھی مجرم کے ساتھ گرفتار عذاب ہوگا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان والوں کے لئے استغفار کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''تو کیسی کچھ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی مہربانی ہے کہ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد سے پریشان ہوجاتے: فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران: ۱۵۹) ''تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں معاف فرمائیں اور ان کے لئے استغفار فرمائیں (ان کی شفاعت کریں) اور کاموں میں ان سے مشورہ فرمائیں''۔

مومنین کے لئے اللہ کریم کے حضور استغفار:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ (النساء:٦٤)

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں استغفار کریں (معافی چاہیں) اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لئے استغفار فرمائیں (ان کی شفاعت کریں) تو اللہ (رب العزت) کو ضرور توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کو گناہ کے ارتکاب پر بارگاہ رسالت

مآب ﷺ میں حاضر ہو کر استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جب کبھی غلطی سرزد ہوتی تھی تو وہ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔

دیو بندی مکتب سے تعلق رکھنے والے مفسر محمد شفیع صاحب نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے: ''آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے''۔ ۴۹

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **عن علی قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ ﷺ بثلاثة ایام فرمی بنفسه علی قبر رسول اللہ ﷺ وحثا علی راسه من ترابه فقال قلت یارسول اللہ فسمعنا قولك ووعیت عن اللہ فوعینا عنك وکان فیما انزل اللہ علیك " ولو انهم اذ ظلموا انفسهم " وقد ظلمت نفسی وجئتك تستغفرلی فنودی من القبر انه قد غفرلك** ۵۰

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ کے دفن کے تین دن بعد ایک اعرابی آپ ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور قبر انور کی مٹی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جو کچھ آپ (ﷺ) نے فرمایا ہم نے سن لیا اور ہم نے قرآن مجید کی آیت'' وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ '' پڑھ لی۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا لہذا میں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا ہوں، میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی

---

۴۹ معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۵۹ (من وعن ادارہ المعارف کراچی نمبر ۴)۔ ۵۰ تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۵ ص ۱۷۲ (طبع جدید دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)، تفسیر مدارک جلد ۱ جز ۱ ص ۲۶۲، معارف القرآن جلد ۲ ص ۲۶۰، تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۲۲۳، بحر المحیط جلد ۳ ص ۲۸۳، ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۶۰۔

مانگتا ہوں، رب کریم کے حضور، میرے لئے استغفار فرمائیں، میری شفاعت فرمائیں کہ پروردگار مجھے بخشش عطا فرمائے (اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان میں جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی موجود تھے ان کا بیان ہے اس کے جواب میں) روضۂ اقدس میں سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَكَ " تیری بخشش ہوگئی"۔

اب کیا کیا جائے؟

اگر کوئی شخص رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں نہ پہنچ سکے جیسا کہ کروڑوں افراد کو یہ موقع نصیب نہیں ہوتا، تو جو مومن جہاں کہیں بھی رہتا ہو وہ وہیں سے رسول کریم ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ خداوندی میں گناہوں کی معافی کے لئے دعا کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے بھی نوازے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے استغفار اور توبہ کی جبکہ ابھی رسول کریم ﷺ دنیا میں مبعوث بھی نہیں ہوئے تھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے استغفار کو قبول فرما کر درگذر فرمایا۔ اب تو رسول کریم ﷺ تشریف لا چکے ہیں، اس لئے جو مدینہ منورہ نہ جا سکے وہ اپنے محلّہ، شہر اور ملک میں ہی آپ ﷺ کا وسیلہ مبارکہ لے کر استغفار کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ:

اخرج الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر وابو نعیم وابن عساکر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لما اقترف آدم الخطیئة قال یارب بحق محمد لما غفرت لی قال وکیف عرفت محمداً قال لانك لما خلقتنی بیدك ونفخت فیه من روحك رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك

قال صدقت یاآدم ولو لا محمد ما خلقتك ۵۱؎ ''امام حاکم، امام بیہقی، امام طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمھم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے (ان کی شان کے مطابق) خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے التجا کی ''اے رب بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کس طرح جانا؟ عرض کیا جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا تو دیکھا عرش الٰہی کے ستونوں پر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** لکھا ہوا ہے تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی اسم گرامی تیرے اسم مبارک کے ساتھ لکھا ہو یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ اور محترم ہوگا۔ رب عظیم نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تم نے ٹھیک سمجھا اگر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ فرماتا''۔

لہٰذا بندۂ مومن سے جب غلطی سرزد ہوجائے تو بارگاہ خداوندی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ مبارکہ سے بخشش کی دعا کرنی چاہیے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے استغفار کرنا چاہیے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ بخشش عطا فرمائے۔

۵۱؎ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۷۲ حدیث نمبر ۴۲۲۸، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۴۸۹، البدیۃ والنھایۃ جلد ۱ ص ۸۱۔ جلد ۲ ص ۳۲۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۳۸۔

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی بخشش:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن صبح کی نماز سے پہلے تین مرتبہ یہ پڑھے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ [۵۲]

یعنی "میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے بخشش چاہتا ہوں، وہ ذات کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ فرمانے والا، قائم رکھنے والا ہے اور میں اُسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔" ان کلمات کے پڑھنے والے کے گناہ، اللہ تبارک وتعالیٰ معاف فرما دے گا، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

---

[۵۲] کتاب الاذکار ص ۱۴۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۳۶۔

نماز میں پڑھی جانے والی دُعا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے کوئی ایسی دُعا سکھایئے جو میں اپنی نماز کے (آخری تشہد) میں پڑھا کروں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ دُعا کیا کرو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۵۴

''الٰہی میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا تو اپنی طرف سے میری بخشش فرما مجھ پر رحم فرما بے شک تو' تو ہی بخشش فرمانے والا بڑا مہربان ہے۔''

---

۵۴ بخاری جلد۱ ص ۱۱۵، مسلم جلد۲ ص ۳۴۷، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۸۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۳۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۳۵، مسند احمد جلد۱ ص ۷،۴، کتاب السنی ص ۶۱ حدیث نمبر ۱۵۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۱۵۴، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۳۵۹، صحیح ابن خزیمہ جلد۲ ص ۲۹ نسائی جلد۱ ص ۱۹۲۔